The Road Not Taken: A Study of Rohila as Literary Compiler

نایاب موتیوں کی تلاش: پرتوؔروہیلہ کی ترتیب و تدوین

ڈاکٹر صالحہ نوشین

Abstract

Compilation of those literary texts is a very laborious task which have remained hidden from the readers and the critics alike for a very long period of time. Living writers can make the work of a complier easier by making them understand the features of their works. However, this journey becomes full of travails when a compiler sets out to revive the forgotten or unknown works of the writers being distant in both temporal and spatial senses. In this case, compiler has to adopt a meticulous approach for compiling literary texts while maintaining the veracity and the relevance of the texts. Through this study, I strive to evaluate the services of Mukhtar Ali Khan *alias* Partav Rohila (1932-2016) as a compiler of the three seminal literary texts viz. *Kuliyat-e-Ata* (Collected Works of Ata Ullah Khan Ata), *Deewan-e-Nawab Muhabbat Khan* (Selected Works of Nawab Muhabbat Khan) and *Kuliyat-e-Maktoobat-e-Farsi-e-Ghalib* (Collection of Ghalib's Persian Letters). Two of these texts are written in Persian language whereas the third text comprises poetry written in Urdu. Since all of these three works had never gained prominence prior to Rohila's compilation, so the evaluation of his compiling skills requires an understanding of the text as well as the context in order to encompass all the challenges faced by him in his travelling on 'the road not taken' earlier. Keeping this aspect in mind, I have endeavored to focus on each and every major and minor facet/ detail of his compilation ranging from the sources, through which he gleaned these texts, to the footnotes which he employs to elaborate the lacunae in the texts.

KeyWords: Journey, compiling, veracity, compiler Rohila, travelling

تدوین متن، تحقیق کی ایک ایسی قسم ہے جس میں متن کو اس کی اصل اور حقیقی حالت میں منشائے مصنف کے مطابق ترتیب دیا جاتا ہے۔ تحقیق کی اس خاص شاخ میں مخطوطوں، قلمی اور متبادل نسخوں کو ایک خاص اصول کے تحت مرتب کر کے استفادے کے قابل بنایا جاتا ہے۔ متن کو ترتیب دینے کے لئے مرتب پوری تحقیق اور چھان بین کرتا ہے۔ قدیم متون میں دوسروں کی تحریریں الحاق کر جاتی ہیں۔ مصنف کے کلام میں تبدیلی و ترمیم ہو جاتی ہے۔ مصنف کا غیر مطبوعہ کلام شامل ہونے سے رہ جاتا ہے۔ ایک ہی متن کے مختلف نسخوں میں اختلافات ہو جاتے ہیں نیز کاتب سے غلطی ہو جاتی ہے اور مخطوطات کو صحیح طریقے سے پڑھنا مشکل ہوتا ہے۔ سو محقق کی ذمہ داری ہے کہ وہ ایک مستند متن پیش کرے اس سلسلے میں پروفیسر نذیر احمد لکھتے ہیں:

"تحقیق متن کا مقصد ایسا نسخہ تیار کرنا ہے جو مصنف کا ہو۔ کسی کاتب کے
نقل کیے ہوئے
نسخے پر سو فی صد بھروسا نہیں کیا جا سکتا"۔(1)

اگر متن صرف درست حالت میں شائع کر دیا جس میں اختلافِ نسخ، حواشی اور تدوین کے دوسرے لوازمات نہ ہوں تو اسے ترتیب کہا جاتا ہے۔ ڈاکٹر نور الاسلام کے نزدیک:

"تدوین متن عملی پہلوؤں کے اعتبار سے فراہمی متن، ترتیبِ متن،
تصحیح متن، تحقیق متن،
تنقیدِ متن اور توضیح متن پر محیط ہے"۔(2)

تدوین کا باقاعدہ آغاز دکن سے ہوا اس دور میں زیادہ تر وحید نسخوں پر متن کی بنیاد رکھی گئی۔ سالار جنگ کی نگرانی میں دکن میں "مجلس اشاعت دکنی مخطوطات" قائم کی گئی جس کے تحت کتب شاہی اور عادل شاہی دور کے قدیم دکنی مخطوطات پر مبنی بہت سے کلیات، دواوین، مثنویاں اور صوفیانہ تحریریں شائع کی گئیں۔ پاکستان اور ہندوستان کے کئی اشاعتی اداروں اور ادبی شخصیات نے تدوین متن کے سلسلے میں گراں قدر خدمات انجام دی ہیں۔

مختار علی خان پرتو روہیلہ، قادر الکلام شاعر عمدہ مترجم، مرتب، مدوّن، نقاد (غالب)، شارح (غالب) اور سفرنامہ نگار تھے۔ ترتیب و تدوین کے میدان میں انہوں نے تین کتابیں ترتیب دی ہیں، جن میں "کلیات عطاؔ (عطا اللہ خان عطاؔ)"، "دیوان نواب محبتؔ خان" اور "کلیات مکتوبات فارسی غالب" شامل ہیں۔

کلیات عطاؔ:

"کلیات عطاؔ" شاعر عطا اللہ خان عطاؔ کا کلام ہے۔ پرتو روہیلہ نے 1982ء میں اس کلام کو ترتیب دیا۔ حمیدیہ پریس پشاور نے یہ کلیات طبع کیا۔ عطا اللہ خان 1898ء بمقام ٹکواڑہ تحصیل، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان قبیلہ گنڈہ پور کے ایک متوسط گھرانے میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے اسلامیہ کالج پشاور سے بی۔

اے کے بعد علی گڑھ یونیورسٹی سے قانون کی ڈگری حاصل کی اور ڈیرہ اسماعیل خان میں وکالت کا آغاز کیا۔ بعدازیں قانون کے پروفیسر کے طور پر گومل یونیورسٹی (ڈی۔ آئی۔ خان) میں تدریسی خدمات انجام دیں۔

"کلیات عطاؔ" کے دیباچے میں پرتو روہیلہ نے عطا اللہ خان عطاؔ کی شاعری کا جائزہ پیش کیا ہے۔ ان کے نزدیک اقبال کے بعد برصغیر پاک وہند میں فارسی شاعری کا بڑا نام جناب عطا اللہ عطاؔ ہیں۔ "کلیات عطاؔ" میں حمد ومناجات، نعت ومنقبت، قصیدہ ومرثیہ، غزل اور مثنوی غرض کئی اصناف کا استعمال کی گیا ہے۔ پرتو روہیلہ کے نزدیک انہوں نے ہر صنف شعری کو اس خلوص سے برتا ہے کہ فارسی شاعری کی کلاسیکی اقدار دوبارہ زندہ ہو گئی ہیں۔ نیز انہوں نے مثنوی کی پرانی روایات میں نئے امکانات تلاش کیے ہیں۔ "کلیات عطاؔ" کی فکری جہات کے سلسلے میں فاضل مرتب کا خیال ہے کہ شاعر اپنی قوم سے سخت مایوس ہے، شاعر کو اپنی قدر ناشناسی کے علاوہ معاشرے کی بے راہ روی، دینی تعلیمات سے دوری، ارباب اختیارات کی منافقت، خواتین کی بے راہ روی جیسی برائیوں کا غم ہے۔ مرتب کے نزدیک شاعر کی ناقدری اور گمنامی کی بڑی وجہ ان کا ذریعہ اظہار ہے۔ انہوں نے فارسی زبان میں شاعری کی جسے کئی سال پہلے قوم چھوڑ چکی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ اس گمنام شاعر کو وطن عزیز کے بجائے ایران میں زیادہ پذیرائی حاصل ہوئی۔ بقول پرتو روہیلہ، عطاؔ کا کلام ایک امانت ہے اور ادبی تاریخ میں جب بھی ہند وپاک کے فارسی شعرا کا تذکرہ آئے گا، علامہ اقبال کے بعد دوسرا نام عطا اللہ خان عطاؔ کا ہو گا۔ انہوں نے اقبالؔ کے کلام کی تشریح کی ہے اور ان کا کام اقبال مرحوم کے کام کا تتمہ کہلانے کا مستحق ہے۔[3] اس خدمت کی انجام دہی کے لئے عطاؔ نے مثنوی کی صنف کا انتخاب کیا ہے اور تیس سے زائد مثنویاں ملی اور قومی جذبے سے سرشار ہو کر لکھی ہیں۔

اس کلیات میں قصائد اور مراثی بھی شامل ہیں ان مراثی میں قابل ذکر جگر مراد آبادی، عبدالرب نشترؔ اور عطا اللہ بخاری کا مرثیہ ہے۔ "کلیات عطاؔ" مرتب کر کے پرتو روہیلہؔ نے ایک گمنام فارسی شاعر کو حیات نو بخشی ہے۔ اس کلاسک فارسی شاعر کے کلام کو ترتیب دینے سے پرتو روہیلہؔ نے بجا طور پر ایک ادبی خدمت سرانجام دی ہے۔ اس ضخیم کلیات کے آغاز میں فہرست درج نہیں کی گئی، اگر ایسا کر دیا جاتا تو کلام کے مختلف حصوں اور اصناف کی تفہیم میں قارئین کو آسانی رہتی۔ نیز حواشی کے التزام سے کلیات کی افادیت میں اضافہ کیا جا سکتا تھا لیکن اس کے باوجود پہلی مرتبہ "کلیات عطاؔ" کو ترتیب دے کر منظر عام پر لانا فاضل مرتب کا اعزاز ہے۔

دیوان نواب محبتؔ خان:

پرتو روہیلہؔ نے "دیوان نواب محبتؔ خان" ترتیب دے کر اردو ادب میں عمدہ اضافہ کیا ہے۔ یہ کتاب نومبر 2015ء میں مجلس ترقی ادب، لاہور سے شائع ہوئی اس کتاب میں نواب محبت خان محبتؔ کے شعری کلام کو حواشی کے ساتھ ترتیب دیا گیا ہے۔ نواب محبت خان محبتؔ اردو کلاسیکی عہد کے ایک قادر الکلام شاعر تھے۔ میرؔ اور سوداؔ کے ہم اثر تھے عربی اور فارسی اور سنسکرت میں بھی مہارت رکھتے تھے۔ جرأتؔ اور جعفر علی حسرت سے زانوئے تلمذ طے کیے۔ انہوں نے اپنے عہد میں بہت شہرت پائی چونکہ نواب

خاندان سے تھے اور حافظ رحمت کی جنگ میں شکست کے بعد قیدی بنے سو ان کا بہت سا شعری ذخیرہ ضائع ہو گیا۔ معاصر اور مابعد کے تذکروں میں ان کا ذکر تسلسل سے ملتا ہے۔ فنون سپہ گری اور موسیقی میں بھی ماہر تھے۔ ان کی ایک مثنوی "اسرار محبت" (قصۂ سسی پنوں) بہت مشہور ہوئی اور متعدد بار شائع ہو چکی ہے۔ محبتؔ کی شاعری میں خارجی عناصر زیادہ ملتے ہیں نیز دبستان لکھنؤ کا رنگ غالب ہے۔

اس منفرد شاعر کا کلام اس قدر طاقت اور گہرائی رکھتا تھا کہ اسے منظر عام پر لایا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ پرتو روہیلہ نے یہ ادبی خدمت سر انجام دی اور "دیوان نواب محبتؔ خان" کی ترتیب و حواشی درج کر کے اردو ادب میں ایک کلاسیکی شاعر کو متعارف کروایا، جن کا کلام حوادث زمانہ کے باعث گم شدہ بلکہ فراموش شدہ ہو چکا تھا۔ اس مرتب کلام میں "ناخوانا" مقامات کی وجہ یہ ہے کہ پرتو روہیلہ کو ایک ہی قلمی نسخہ دستیاب ہو سکا۔ اگرچہ دیوان محبت کے دو اور نسخے بھی ہیں جن میں ایک مزمل لائبریری علی گڑھ میں جبکہ دوسرا ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ کی لائبریری میں ہے لیکن باوجود کوشش یہ نسخہ جات مرتب کو میسر نہیں آسکے۔ موجودہ نسخہ انڈیا آفس لائبریری سے حاصل کر کے پہلی بار تدوین کیا گیا ہے۔ یہ نسخہ 1196ھ میں کتابت ہوا تھا۔ اس نسخے میں بعض مقامات پر جدولیں بنی ہوئی ہیں مگر صفحات خالی ہیں، اس سے شک ہوتا ہے کہ خالی جگہیں پر نہیں ہو سکیں۔ 357 صفحات پر مشتمل اس شعری مجموعے میں محبتؔ کی 340 نظمیں شامل ہیں تمام غزلیں ردیف وار ترتیب دی گئی ہیں۔ اس کتاب کا دیباچہ جناب تحسین فراقی نے لکھا ہے نیز انہوں نے پرتو روہیلہؔ کی تدوین میں بھی مدد کی ہے جس پر فاضل مرتب ان کے شکر گزار ہیں۔

کلام محبتؔ کی ترتیب میں سب سے پہلے غزلیات کا حصہ ہے یہ سب سے بڑا حصہ ہے جو صفحہ نمبر 302 پر مکمل ہوتا ہے۔ اس کے بعد حصہ رباعیات میں 40 رباعیات درج کی گئی ہیں۔ 10 مخمس میں سے پہلے مخمس میں منقبت حضرت علیؓ پیش کی گئی ہے۔ اس کے بعد آخری حصے میں مناجات ہیں۔ کتاب کے آخر میں دو ضمیمہ جات بھی شامل ہیں۔ ضمیمہ نمبر 1 ترقیمہ دیوان محبت ہے۔ جبکہ ضمیمہ نمبر 2 میں سلسلۂ نسب، حافظ الملک بیان کیا گیا ہے۔ اس مجموعے کی سب سے دلچسپ بات یہ ہے کہ اس کے شاعر اور مرتب دونوں ایک ہی خاندان کے چشم و چراغ ہیں۔ نواب محبت خان حافظ الملک حافظ رحمت خان کے چوتھے بیٹے تھے جبکہ پرتو روہیلہ حافظ الملک کے تیسرے بیٹے نواب ارادت خان کی نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ خاندان فنون سپہ گری اور علم و ادب میں ماہر تھا۔ لیکن اپنوں کی غداری کی وجہ سے انگریز سے شکست کے بعد حافظ الملک کی اولاد نے علم و ادب میں دلچسپی لی۔ اس کتاب کا انتساب ڈاکٹر عبدالقدیر خان، ڈاکٹر معین الدین عقیل، ڈاکٹر کرنل (ر) سعادت مہدی خان اور قمر شاہ خان کے نام ہیں۔ دیوان محبت کا قلمی نسخہ جناب ڈاکٹر معین الدین عقیل نے 2008ء میں پرتو روہیلہؔ کو فراہم کیا۔ "پیش گفتار" میں فاضل مرتب نے تفصیل سے محبتؔ خان کے خاندان اور شعری کلام پر بحث کی ہے۔

"دیوان نواب محبت خان" کو پرتو روہیلہ نے پہلی بار ترتیب کے ساتھ حواشی درج کر کے پیش کیا ہے۔ اس سلسلے میں فاضل مرتب کے پاس ایک ہی قلمی نسخہ دستیاب ہو سکا۔ اگرچہ باوجود کوشش کے ان کو بھارت میں موجود مزید دو نسخہ جات میسر نہیں آسکے لیکن اگر انکی دستیابی ممکن کر لی جاتی تو مستند تدوینی کام طبع ہو سکتا تھا۔ حواشی کے اندراج میں پرتو روہیلہ نے نہایت باریک بینی سے کام سر انجام دیا ہے۔ زیادہ تر حواشی تدوینی نوعیت کے ہیں۔ جن مقامات پر لفظ مٹے ہوئے یا دیمک خوردہ تھے مرتب نے وہاں متن میں نقطوں کا استعمال کیا ہے اور حواشی میں "ناخوانا" درج کر دیا ہے۔ مثلاً:

ے سرخ چیرا باندھنوں کا کل بھی باندھا خواب تھا
زور ہے لیکن۔۔۔۔۔۔۔ سبز ہے دستار آج(4)

ے سنہ سُر کے وہ خواہاں ہیں سنہ درکار انھیں لے ہے
شب تیری محبت۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(5)

ے جاتے ہیں جلد۔۔۔ عمر کی ہم
کیا کیجئے۔ گھر دور ہے ہمارا(6)

فاضل مرتب چونکہ قادر الکلام شاعر بھی تھے سو علم عروض اور صنعتوں کے علم سے باخوبی آگاہ تھے۔ چنانچہ ترتیب کے دوران جن مقامات پر وزن میں کمی محسوس کی ہے وہاں اشعار کے نیچے فٹ نوٹ میں اصل وزن بیان کر دیا ہے جس سے دیوان کے معیار میں اضافہ ہوا ہے۔ محبت کی شاعری میں وزن اور دیگر علم عروض کے مسائل یقیناً سہو کتابت کی وجہ سے پیش آئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مرتب نے اپنے علم کے مطابق صحیح وزن کو حاشیے میں درج کر دیا ہے۔ فن تدوین میں مرتب و مدون کا متن میں تبدیلی کر دینا درست خیال نہیں کیا جاتا۔ یہی وجہ ہے کہ تدوینی اصول پر عمل کرتے ہوئے مرتب نے حاشیے میں صحیح وزن بیان کر دیا ہے مثال ملاحظہ ہو:

ے ہستی چھوٹی جو یوں ہی رہا تجھ سے ہم کو خوف
آخر یہ لے ہی جائے گا ملک عدم کو خوف(7)

حاشیے میں مرتب لکھتے ہیں کہ اس مقام پر "چھوٹی" کی بجائے وزن میں "چُھٹی" آتا ہے۔ اس طرح ایک اور مقام پر شعر کا وزن ملاحظہ ہو:

ے جنوں سے مست ہے تیری نگہ کا کیفی ہی
تو یار اپنے دیوانے کو مست جام نہ کر(8)

پرتو روہیلہ کے نزدیک اس شعر میں دیوانے کی جگہ "دوانے" آنا چاہیے تھا کیونکہ وزن میں "دوانے" موزوں ہے۔ قلمی نسخوں میں اغلاط کا ہونا ایک مسلم حقیقت ہے۔ سہو کتابت اور دیمک زدگی کے باعث مرتب و مدون کو نہایت عرق ریزی اور دیدہ ریزی سے کام کرنا ہوتا ہے۔ اس پہلو کو پیش نظر رکھتے ہوئے مرتب نے متن

میں جو اغلاط ملاحظہ کی ہیں ان کی اصلاح حاشیے میں کر دی ہے مرتب نے دیوان مذکورہ میں قیاسی تصحیح کو حواشی میں رقم کیا ہے۔ مگر کسی جگہ متن کے اندر قوسین میں قیاسی تصحیح کی گئی ہے۔ مثلاً:

ے لٹا ہے عشق کے ہاتھوں دل اور جلا بھی (بہت)
یہ گھر تو میرا محبت غضب ہوا تاراج[9]

لیکن زیادہ مقامات پر متن میں قیاسی تصحیح یا اضافت کی بجائے حاشیے کا استعمال کیا گیا ہے جو کہ زیادہ موزوں ہے۔ بے جا قیاسی تصحیح اور طویل حواشی سے گریز کیا ہے۔ جس سے کتاب کا معیار بڑھا ہے۔ قیاسی تصحیح کے دائرہ کار کے بارے میں رشید حسن خان لکھتے ہیں کہ:

"۔۔البتہ الفاظ اور املائے الفاظ کے سلسلے میں یہ کہنا ہے کہ قیاس کے دائرے کو اس قدر وسیع نہ کیا جائے کہ وہ مرتب کے اضافوں کا مجموعہ معلوم ہو۔ یہ قطعاً ضروری نہیں کہ کسی متن کے سارے مقامات حل ہو جائیں۔ کوشش شرط ہے لیکن ہر قیمت پر اس کے حصول کی تمنا غلط ہے، کیوں کہ اس صورت میں مرتب اپنی پسند کو مصنف سے منسوب کرتا جائے گا اور یہ عمل تحریف کی حدوں میں داخل ہو جائے گا۔"[10]

اصول تدوین میں متن میں تبدیلی کرنا، مناسب خیال نہیں کیا جاتا۔ یہی وجہ ہے کہ جن الفاظ کا املاء تبدیل ہو چکا ہے ان کا التزام حاشیے میں کیا گیا ہے مثلاً:

ے سو اس میں رہتا ہے یوں دل میرا خوش و خورم
سمندر آگ کے جس طرح درمیان رہے[11]

پرتو روہیلہ حاشیے میں بیان کرتے ہیں کہ آج کل "خورم" کی جگہ "خرم" مروج ہے روزمرہ یا محاورے کے حوالے سے اگر کوئی غلطی خطی نسخے میں موجود تھی تو حواشی میں اصلاح کر دی گئی ہے۔ اس تدوینی کام سے تاریخ ادب کی ایک فراموش کڑی کی بازیافت ہوئی ہے۔ اگرچہ بقیہ دو خطی نسخے مرتب کی رسائی میں نہ آسکے، اس کے باوجود پرتو روہیلہ کی یہ کاوش ادبی مقام رکھتی ہے۔

کلیاتِ مکتوباتِ فارسی غالب (ترتیب و تدوین)

غالب کی اردو شاعری آفاقی خصوصیت کی حامل ہے اسی طرح ان کی نثر بھی بے مثال ہے۔ غالب کے اردو خطوط پر تفصیلی کام ہو چکا ہے لیکن غالب کی فارسی نثر خصوصاً فارسی مکتوبات پر خاطر خواہ کام نہیں ہو سکا۔ بعض مترجمین نے اپنی دلچسپی سے ایک آدھ مجموعہ ترجمہ کر دیا مگر یہ کام نامکمل رہا، یہ ادبی خدمت فاضل مترجم و مرتب جناب پرتو روہیلہ کے حصے میں آئی ہے کہ انہوں نے نہ صرف غالب کے تمام فارسی مکاتیب کے مجموعات کا ترجمہ کیا بلکہ ان خطوط کا کلیات بھی ترتیب دیا ہے۔ نیز

انہوں نے غالبؔ کے 44 غیر مدون خطوط کو بھی مدون کر کے اردو میں ترجمہ کیا ہے۔ بقول ڈاکٹر جمیل جالبی، اپنے کام کی بدولت غالب کے ساتھ پرتوروہیلہؔ بھی ہمیشہ زندہ رہنے والوں کی صف میں شامل ہو گئے ہیں۔

اس کلیات کا پہلا ایڈیشن 2008ء میں نیشنل بک فاؤنڈیشن سے شائع ہوا جبکہ دوسرا ایڈیشن 2015ء میں نیشنل بک فاؤنڈیشن سے ہی طبع ہوا جس میں غالب کے 44 غیر مدون خطوط کو بھی فارسی متن اور ترجمے کے ساتھ ترتیب دیا گیا ہے۔ پرتوروہیلہؔ کی اس ادبی کاوش سے جہاں تشنگان غالبؔ، فیض یاب ہوں گے وہاں عام قاری کے لئے بھی یہ کتاب دلچسپی کا باعث ہے۔ اس ضخیم کلیات کے صفحات کی کل تعداد 972 ہے۔ فہرست مکتوبات الیہم و تعداد مکتوبات کے اندراج کے بعد غالب کے فارسی خطوط کا اردو ترجمہ پیش کیا گیا ہے اس کلیات میں مکتوبات الیہم کے حالات زندگی بھی پیش کیے گئے ہیں جس سے کاملیت کا احساس ملتا ہے۔ مکتوبات کا فارسی متن مکتوب الیہم کے احوال کے بعد شامل کیا گیا ہے۔ فارسی متن کی بدولت قارئین اور بالخصوص محققین غالبؔ کو بہت آسانی اور سہولت سے متن دستیاب ہو گیا ہے اور تلاش متن کی مشکلات کا ازالہ ہوا ہے۔ کلیات کے آخری حصے میں غالب کے غیر مدون فارسی مکتوبات کا اردو ترجمہ کیا گیا ہے۔ اس کے بعد غیر مدون خطوط غالبؔ فارسی کے مکتوبات الیہم کے حالات زندگی پیش کیے ہیں، اسی طرح غالبؔ کے (غیر مدون خطوط) کا فارسی متن شائع کیا گیا ہے۔ آخر میں 7 ضمائم درج ہیں۔ غالبؔ کے مکتوبات فارسی کے 5 مجموعے: نامہ ہائے فارسی غالبؔ، باغ دودر، مآثر غالبؔ، متفرقات غالبؔ اور پنج آہنگ مختلف اوقات میں طبع و ترجمہ ہوتے رہے ہیں۔ لیکن یہ امتیاز پرتوروہیلہؔ کو حاصل ہے کہ انہوں نے بہت محنت اور استقامت کے ساتھ پانچوں مجموعوں کا ترجمہ کیا نیز ان مکتوبات کے کلیات کا سہرا بھی انھی کے سر بندھا ہے۔

"نامہ ہائے فارسی غالبؔ" کے ترجمے کے لئے پرتوروہیلہؔ نے سید اکبر علی ترمذی کا وہ مرتب نسخہ پیش نظر رکھا جو سب سے پہلے غالبؔ اکیڈمی، نظام الدین، نئی دلی (بھارت) سے 1969ء میں طبع ہوا۔ کرم خوردگی کی وجہ سے مترجم و مرتب کو بہت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ بہت سی خالی جگہیں آج بھی توجہ کی طالب ہیں امید ہے کہ مستقبل قریب میں کوئی غالبؔ کا عقیدت مند اس خلا کو پر کر دے گا۔ اس کے باوجود پرتوروہیلہؔ نے حتی المقدور اپنے قیاس الفاظ اور قوسین کے استعمال سے مجموعے کو عام فہم بنانے کی کوشش کی ہے۔ فاضل مترجم و مرتب نے باغ "دودر" کے مکتوبات کے لئے پنجاب یونیورسٹی کی سو سالہ تقریبات کے سلسلے میں 1970ء میں شائع ہونے والا "باغ دودر" کا وہ ایڈیشن بنیاد بنایا جس میں تحقیق نامہ اور تعلیقات بھی شامل تھے۔ مذکورہ ایڈیشن وزیر الحسن عابدی نے ترجمہ و ترتیب دیا تھا۔ پرتوروہیلہؔ نے اس ایڈیشن سے خاص مدد لی ہے اور توضیحات کو بطور سند استعمال کیا ہے۔ "مآثر غالبؔ" کے ترجمے کے لئے پرتوروہیلہؔ کے پیش نظر قاضی عبدالودود کا نسخہ تھا جو ادارہ تحقیقات اردو پٹنہ ہندوستان سے دوسری مرتبہ 1995ء میں شائع ہوا۔ فاضل مرتب و مترجم نے "متفرقات غالبؔ" کے ترجمے کے لئے کتاب نگر دین دیال روڈ لکھنؤ کا 1969ء کا دوسرا ایڈیشن پیش نظر رکھا جس کی طباعت نظامی پریس سے ہوئی۔ اس مجموعے کے خطوط

کے ترجمے میں پرتوروہیلہ نے حتی المقدور کوشش کی ہے کہ ترجمہ متن کے قریب رہے۔ "آہنگ پنجم" کے مکتوبات کا ترجمہ پرتوروہیلہ نے اس ایڈیشن سے کیا ہے جو مطبوعات مجلس یادگار غالب، پنجاب یونیورسٹی نے 1969ء میں سید وزیر الحسن عابدی کی تدوین و تصحیح و تحقیق کے ساتھ شائع کیا تھا۔

غالب کے خطوط کے تمام مجموعات میں سے یہ مجموعہ سب سے ضخیم ہے جس میں 169 خطوط ہیں جو 71 مکتوب الیہم کو لکھے گئے ہیں۔ جب کہ باقی چاروں مجموعے کل 172 خطوط پر مشتمل ہیں جو 29 مکتوب الیہم کو بھیجے گئے اس وجہ سے کئی مکتوب الیہم دوسری چاروں کتابوں میں بھی مشترک ہیں۔ سو پرتوروہیلہ نے آہنگ پنجم کی اہمیت کے پیش نظر "کلیات مکتوبات فارسی غالب" کی ترتیب آہنگ پنجم کے خطوط کی بنیاد پر کی ہے اگرچہ فاضل مرتب نے اپنے تئیں بہترین ترتیب کی کوشش کی ہے مگر اس ترتیب کے نتیجے میں دیگر چار کتابوں کی انفرادی حیثیت مجروح ہوئی ہے۔ ڈاکٹر ارشد محمود ناشاد کے نزدیک ہر کتاب کا ترجمہ الگ الگ ہوتا تو متن اور ترجمے میں اتنا فاصلہ نہ ہوتا۔ "کلیات مکتوبات فارسی غالب" کی ترتیب و تشکیل میں فاضل مرتب نے "آہنگ پنجم" کے کسی مکتوب الیہ کے نام اگر کوئی خط کسی دوسرے مجموعے میں بھی پایا تو موجودہ شمارہ نمبر کے اگلے نمبر کے نیچے اس خط کا نیا شمارہ نمبر ڈال کر مجموعے کا نام تحریر کر دیا ہے۔ مثال کے طور پر پنج آہنگ میں خواجہ محمد حسن کے نام تین خط ہیں اور مآثر غالب کو شامل کرتے ہوئے شمارہ نمبر چار لکھ کر اس مجموعے کا نام بھی لکھ دیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں فاضل مرتب کی رائے ہے:

> "تاکہ قاری پر واضح ہو جائے کہ یہاں سے دوسرے مجموعے کے خطوط شروع ہوئے ہیں اور نیچے کا ہندسہ دوسرے مجموعے کا نمبر شمار ہے"[12]

چنانچہ خواجہ محمد حسن کے نام اس کلیات میں خطوط کا اختتام 3/6 یعنی کل خطوط 6 پہلے تین "آہنگ پنجم" کے اور آخری تین "مآثر غالب" کے ہیں۔ اس طرح اس کلیات کی فہرست میں آہنگ پنجم کے بعد جتنے نام بھی آتے ہیں وہ صرف ان مکتوب الیہم کے ہیں جو باقی مجموعات میں شامل ہیں۔ غالب کے فارسی خطوط میں کچھ خطوط ایسے بھی ہیں جو ایک ہی مکتوب الیہ کے نام اور مختلف مجموعات میں مشترک ہیں۔ مرتب کے نزدیک غالب نے دوسری اور تیسری طباعت میں ان کے متن کو تبدیل کیا ہے لیکن یہ خطوط مشترک ہوتے ہوئے بھی متن کے لحاظ سے اس قدر مختلف ہیں کہ ان کو مشترک تصور نہیں کیا جا سکتا لہٰذا ایسے خطوط کو ضمیمے میں شامل کرنے کی بجائے فاضل مترجم و مرتب نے ان کو الگ خط کی صورت میں شامل کر دیا ہے اور حواشی میں وضاحت دے دی ہے۔

فاضل مرتب نے غالب کے تمام میسر فارسی خطوط کا متن درج کر کے "کلیات مکتوبات فارسی غالب" کی افادیت میں اضافہ کر دیا ہے اس کتاب کی ترتیب میں تمام مکتوب الیہم کے حالات زندگی بھی حتی المقدور شامل کرنے کی کوشش کی گئی ہے کیونکہ صنف خط سے مکمل لطف اندوز ہونے کے لئے ضروری ہے کہ قاری مکتوب الیہ سے شناسائی رکھتا ہو۔ 19 مکتوب الیہم کے احوال، پروفیسر حنیف احمد نقوی نے مرتب کو فراہم کئے اس کے علاوہ انہوں نے کئی تذکروں سے معلومات اکٹھی کر کے تواریخ پیدائش و وفات

کے سنین میں بھی مرتب کی تصحیح کی ہے۔ ڈاکٹر ارشد محمود ناشاد کے مطابق کلیات میں شامل بیشتر مکتوب الیہم کے احوال "بزم غالب" سے لئے گئے ہیں۔ تاہم دیگر منابع سے بھی اگر استفادہ کیا جاتا تو مکتوب الیہم کے احوال حیات بہتر انداز میں مرتب ہو سکتے تھے۔[13] راقم کی ادنیٰ رائے میں "کلیات مکتوبات فارسی غالب" کی ترتیب میں مکتوب الیہم کے حالات زندگی شامل کرنا یقیناً ایک اضافی کام ہے اور بلا شبہ اس سلسلے میں "بزم غالب" سے زیادہ استفادہ ہوا، لیکن دیگر ماخذات سے بھی فاضل مرتب نے حتی المقدور مدد لینے کی کوشش کی ہے جن میں سے چند مثالیں درج ذیل ہیں:

1) منشی محمد حسن

(بہ شکریہ ڈاکٹر سید حنیف نقوی۔ سابق پروفیسر، صدر شعبہ اردو بنارس یونیورسٹی وارانسی ہندوستان بحوالہ: خط مورخہ 12 مئی 2007ء)

2) نواب محمد مصطفیٰ خان

(تلامذہ غالب، مالک رام، صفحہ 338)

3) شیخ امام بخش ناسخؔ

(جناب جمیل جالبی سے انتہائی شکریہ کے ساتھ)

4) صاحب عالم مرزا محمد سلیمان شکوہ بہادر

(خم خانہء جاوید۔ مصنفہ سری رام، جلد چہارم صفحہ 25)

5) میجر جان جاکوب بہادر

(جہان غالب، غالب کے خطوط، خلیق انجم جلد چہارم، صفحہ 675)

غالب کے غیر مدون فارسی مکتوبات کا ترجمہ و تدوین مطبوعہ کلام کی نسبت زیادہ مشکل کام تھا۔ 44 خطوط جو کسی مجموعے میں شامل نہیں ملتے بلکہ فاضل مترجم و مرتب نے بہت محنت سے مختلف رسائل اور غیر معروف کتب سے یکجا کیے۔ غیر مدون خطوط میں سب سے پہلے میر سید علی خان غمگینؔ عرف حضرت جی کے نام 10 خطوط شامل کلیات ہیں۔ اس سے قبل یہ خطوط "غالبؔ اور غمگینؔ کے فارسی مکتوبات" کے نام سے کتابی صورت میں مقتدرہ قومی زبان پاکستان سے شائع ہوئے تھے۔ غالب کے غیر مدون فارسی مکتوبات کی فہرست میں دوسرے مکتوب الیہ نواب یوسف علی خان ہیں ان کے نام چار فارسی خطوط کا ترجمہ کیا گیا ہے۔ شیفتہؔ کے نام 8 خطوط ملتے ہیں۔ منشی نبی بخش اکبر آبادی، ہر گوپال تفتہ، مولوی فضل اللہ، سر سید احمد خان کے نام ایک ایک خط ملتا ہے جو "تلاش غالب" سے اخذ کیے گئے ہیں۔ پروفیسر حنیف نقوی نے غالب کے 6 غیر مدودن خطوط، مترجم و مرتب کو فراہم کیے۔ ان خطوط میں ایک خط "کرم گستر بندہ پرور دیروز۔۔۔ مارا باچنیں کسی کار نیست۔ والسلام مع الاکرام" سب سے پہلے ماہنامہ آج کل نئی دلی 2006ء میں" مرزا غالب کا ایک غیر مطبوعہ فارسی خط" کے عنوان اور مضمون نگار مشتاق احمد کے نام سے طبع ہوا۔ اس مکتوب کے طویل حاشیے میں مشتاق احمد نے معتمد الدلہ آغا میر کے بیٹے نواب سید باقر علی خان کو اس

خط کا مکتوب الیہ قرار دیا ہے لیکن دو سال کے بعد فروری 2008ء کے ماہنامہ آج کل نئی دہلی میں پروفیسر حنیف نقوی نے اپنی تحقیق سے ثابت کیا کہ ہمارا یہ خیال ہے کہ یہ مولوی امداد علی امداد خیر آبادی، غالؔب کے مذکورہ خط کے مکتوب الیہ ہیں۔ فاضل مترجم و مدون نے کلیات کے حواشی میں دونوں صاحبان کے دلائل درج کر دیے ہیں۔

فاضل مرتب و مترجم نے غمگینؔ کا ایک خط جو پہلے پنج آہنگ میں طبع ہو چکا تھا ضمیمہ میں دوبارہ شامل کیا ہے۔ اس سلسلے میں ان کا خیال ہے کہ غالؔب کے پراگندہ خطوط میں مطبوعہ خط کو اس لئے شامل کیا گیا ہے کہ غالب اور غمگینؔ کے خطوط میں اسے اہمیت حاصل ہے۔ اس کو الگ کرنے سے دوسرے خطوط کی ترتیب میں توازن نہیں رہتا کیونکہ یہ کل دس خطوط مکالماتی انداز میں لکھے گئے تھے مجموعی طور پر "کلیات مکتوبات فارسی غالؔب" ایک عمدہ کاوش ہے جو غالب شناسوں کے لئے ایک عمدہ مآخذ کا کام دی گی۔ پرتو روہیلؔہ نے ذمہ داری کے ساتھ تمام میسر خطوط کا ترجمہ و ترتیب دینے کی کوشش کی ہے۔ اگرچہ سہو کتابت اور بعض مقامات پر حواشی کی کمی محسوس ہوتی ہے مگر اس کے باوجود یہ ایک مستند کتاب ہے جس سے اہل علم و دانش نے سراہا ہے۔

مختصر یہ کہ پرتو روہیلؔہ ایک ہمہ گیر شخصیت کے حامل انسان تھے۔ غالبیات کے حوالے سے ان کا نام اور کام سند کا درجہ رکھتا ہے۔ وہ ایک قادر الکلام شاعر، سفرنامہ نگار، مترجم و مدون کی حیثیت سے اردو ادب میں منفرد مقام رکھتے ہیں ایک طرف انہوں نے غالب کے فارسی خطوط کے تراجم کیے اور دوسری طرف انہوں نے ترتیب و تدوین کے میدان میں بھی اپنی استعداد کے مطابق عمدہ کام کیا۔ ترتیب و تدوین کے باب میں ان کی پہلی کتاب "کلیات عطاؔ" کی ترتیب ہے جو کلام اقبال کی تشریح ہے دوسری کتاب "دیوان نواب محبؔ خان" کلاسیکی عہد کے بڑے شاعر نواب محبت خان محبؔ کیے دیوان کی ترتیب و تحشیہ ہے۔ فاضل مرتب نے دو گم شدہ شاعروں کو اردو ادب میں متعارف کروا کر اردو زبان و ادب کا دامن وسیع کیا ہے۔ "کلیات مکتوبات فارسی غالؔب" کی ترتیب و تدوین پرؔتو کا سب بڑا کارنامہ ہے جس میں انہوں نے اپنی دانست میں غالب کے تمام فارسی خطوط جو موتیوں کی طرح ہندوپاک کے کونے کھدروں میں صاحبان علم و ادب کی نظر سے دور پڑے تھے اس مجموعے میں اکٹھے کر دیے ہیں۔ آئندہ تشنگان غالب کے لئے یہ کتاب ایک عمدہ مآخذ کا کام دے گی۔

حوالہ جات:

1) نذیر احمد، پروفیسر: تصحیح و تحقیق متن، کراچی ادارہ یادگار غالب، 2000ء، ص47

2) نور اسلام، ڈاکٹر: ریسرچ کیسے کریں، دہلی شاد پبلیکیشنز، 1990ء، ص215

3) عطااللہ خان: کلیات عطاؔ، مرتب: پرتو روہیلہ، پشاور، حمیدیہ پریس، 1982ء، ص7

4) نواب محبت خان : دیوان نواب محبت خان ، مرتب : پرتو روہیلہ ، لاہور، مجلس ترقی ادب ، 2015ء ص144

5) ایضاً، ص299

6) ایضاً، ص108

7) ایضاً، ص196

8) ایضاً، ص166

9) ایضاً، ص148

10) رشید حسن خان: تدوین، تحقیق، روایت: نئی دہلی (بھارت)، ایس۔اے پبلیکیشنز، 1999ء، ص24-25

11) نواب محبت خان: دیوان نواب محبت خان، مرتب: پرتو روہیلہ، ص273

12) پرتو روہیلہ: کلیات مکتوبات فارسی غالب، اسلام آباد، نیشنل بک فاؤنڈیشن، 2015ء، ص9

13) ارشد محمود ناشاؔد، ڈاکٹر: کلیات مکتوبات فارسی غالب: ایک تحریر آفریں کارنامہ، مشمولہ الماس، خیرپور سندھ، شعبہ اردو شاہ عبدالطیف یونیورسٹی، 2016ء، ص274